© rasailojaraid.com

صہ ۲۲۹ ، صہ ۲۵۱ ، صہ ۲۵۷ ، صہ ۲۶۹ ، صہ ۲۷۰ ، صہ ۲۷۲ ، صہ ۲۷۴ ، صہ ۲۸۸ ، صہ ۲۹۰ ، صہ ۲۹۲ ، صہ ۳۱۶ ، صہ ۳۱۹ اور صہ ۳۹۲ خاص طور سے اس سلسلہ میں قابلِ دید ہیں ۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہ حنفی کا مدار احادیثِ رسولؐ اور آثارِ صحابہ پر دوسروں کے مقابلہ میں کس قدر زیادہ ہے ۔ 'صدق' کے صفحات اجازت نہیں دیتے ورنہ اس کتاب کے کچھ اقتباسات پیش کیے جاتے ۔

ہماری رائے میں کتاب الحجۃ علی اہل المدینۃ ہمارے مدارس اور علمار کے یہاں ضرور ہونی چاہیئے ۔ غیروں کے الزامات کا شکوہ کیا کیجیے خود احناف نے یہ تقصیر کیا کم کی ہے کہ اپنے ان ائمہ متقدمین کی کتابوں کو چھوڑ کر متاخرین علمائے عجم کی فقہی کتابوں کو یوں رواج دیا کہ فقہ حنفی کی تاسیسی کتابوں کا پڑھنا تک بار خاطر ہو گیا ۔ امام محمدؒ کی الجامع الکبیر ، امام ابو یوسفؒ کی کتاب الآثار ، امام سرخسیؒ کی اصولِ فقہ ، امام طحاویؒ کی مختصر الفقہ جیسی بنیادی کتابیں اس ادارہ سے شائع ہو چکی ہیں ۔ مگر کتنے علمائے احناف اور مدارس ہیں جنہوں نے ان کتابوں کو دیکھا بھی ہو ۔ کتاب الحجۃ تین چار جلدوں میں مکمل ہو گی ۔ پہلی جلد بڑے صفحات کے ۴۸۵ صفحات پر نہایت عمدہ عربی ٹائپ میں حیدر آباد میں چھپی ہے ۔ قیمت بیس پچیس روپیہ سے کیا کم ہو گی ؟ پھر بھی یہ کتاب ارزاں اور علمی ذوق والوں کے لئے نعمتِ غیر مترقبہ ہے ۔ حضرت مولانا ابو الوفا افغانی صدر مجلس احیاء المعارف النعمانیہ ۴۶۵ جلال کوچہ حیدر آباد سے مل سکتی ہے ۔ اس گئے گذرے حال میں بھی علمائے ہندوستان عالمِ اسلام کے علمار کے دوش بدوش چل کر علمی اور تخلیقی کاموں میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں ۔ والحمد للہ علیٰ ذلک ۔ (صدق جدید لکھنؤ ، ۲۰ اگست ۱۹۶۶ء)

احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت

(مولانا محمد تقی صاحب امینی)

عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کیا حضرت عمرؓ نے توسیعی پروگرام کے تحت عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کیا حالانکہ پہلے اس کی ضرورت نہ تھی ۔ علیحدگی کے بعد قواعدِ عدالت مقرر کئے ، قاضیوں کے انتخاب کے طریقے وضع کئے اور ان کو خاص خاص ہدایتیں دیں

ابو موسیٰ اشعری گورنر کے فرمان میں صیغۂ عدالت کے یہ اصول درج ہیں :-

فان القضاء فریضۃ محکمۃ وسنۃ   قضاء ایک محکم فریضہ اور سنت متبعہ ہے اس معاملہ کو

© rasailojaraid.com

متبعة فافهم اذا أدلي اليك فانه
لا ينفع تكلم بحق لا نفاذ له آس بين
الناس في مجلسك وفي وجهك وفي
قضاءك حتى لا يطمع شريف في
حيفك ولا ييأس ضعيف من عدلك
البينة على المدّعي واليمين على من
انكر والصلح جائز بين المسلمين الا
صلحاً أحل حراماً او حرم حلالاً ومن
ادّعى حقا غائبا او بينة فاضرب له
امدا ينتهي اليه فان بينه اعطيته
بحقه وان اعجزه ذلك استحللت عليه
القضية فان ذلك هو ابلغ في
العذر واجلى للعماء ولا يمنعك
قضاء قضيت فيه اليوم فراجعت
فيه رأيك فهديت فيه
لرشدك ان تراجع فيه
الحق فان الحق قديم لا يبطله شيء
ومراجعة الحق خير من التمادي
في الباطل والمسلمون عدول بعضهم
على بعض الا مجرماً عليه شهادة
الزور او مجلودا في حد او ظنينا
في ولاء او قرابة فان الله تعالى
تولى من العباد السرائر وستر

خوب سمجھو جس کیلئے تمہاری طرف رجوع کیا جائے کسی ایسے حق کا
تکلم نفع نہیں دیتا ہے جس کے لئے نفاذ نہ ہو اپنی مجلس
اپنے حضور اور اپنے فیصلہ میں لوگوں کو برابر رکھو تاکہ
طاقت ور تم سے بے انصافی کی توقع نہ رکھے اور کمزور
تمہارے انصاف سے مایوس نہ ہو۔ مدعی پر بار ثبوت ہے
اور منکر پر قسم ہے۔ صلح بین المسلمین جائز ہے۔ بشرطیکہ
وہ کسی حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہ کرے۔ جو شخص
کسی غائب حق کا دعویٰ کرے یا غائب گواہ کا نام لے تو
اس کو مہلت دو تاکہ اس تک پہنچ سکے۔ اگر
موجود کر دے تو اس کے حق میں فیصلہ کر دو۔
اور اگر عاجز رہے تو اس کے خلاف ڈگری دیدو
یہ بات عذر داری میں زیادہ بلیغ اور تاریکی کو
زیادہ دور کرنے والی ہے۔ اگر تم نے آج کوئی
فیصلہ کیا پھر حق واضح ہو گیا تو اس میں اپنی
رائے سے رجوع کرنے اور نظر ثانی کرنے کا
تمہیں اختیار ہے۔ کیونکہ حق قدیم ہے۔ جس کو
کوئی شئی باطل نہیں کر سکتی ہے اور باطل میں
پھنسنے سے حق بات کی طرف رجوع کرنا زیادہ بہتر
ہے۔ مسلمان ثقہ ہیں۔ ان میں بعض کی شہادت
بعض کے لئے مقبول ہے۔ البتہ جن پر حد لگی ہو
یا جھوٹی شہادت کے مجرم ہوں یا ولاء و وراثت
میں متہم ہوں وہ مستثنیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے
خفیہ باتوں سے اعراض کیا ہے اور حدود سے

© rasailojaraid.com

علیهم الحدود الا بالبینات والایمان ثم الفهم الفهم فیما اولی الیك مما ورد علیك فما لیس فی قرآن ولا سنة ثم قائس الامور عند ذلك واعرف الامثال ثم اعمد فیما ترىٰ الی احبّها الی الله واشبهها بالحق وایاك والغضب والقلق والضجر والتاذی بالناس والتنکر عند الخصومة او الخصوم فان القضاء فی مواطن الحق مما یوجب الله به الاجر ویحسن به الذکر فمن خلصت نیته فی الحق ولو علی نفسه کفاه الله ما بینه وبین الناس ومن تزیّن بما لیس فی نفسه شانه الله فان الله تعالیٰ لا یقبل من العباد الا ما کان خالصا فما ظنك بثواب عند الله فی عاجل رزقه وخزائن رحمته والسلام علیك ورحمة الله۔[1]

پردہ پوشی کی ہے اگر گواہ قائم ہوں تو علیحدہ بات ہے تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ معاملات میں انتہائی سمجھ بُوجھ سے کام لو بالخصوص وہ معاملات جن کی قرآن وسنت میں صراحت نہیں ہے ایسی صورت میں امثال ونظائر کو تلاش کرو اور غور وفکر کے بعد ان پر قیاس کرو پھر تمہاری رائے میں جو بات اللہ کو زیادہ محبوب اور حق کے زیادہ مشابہ ہو اس پر اعتماد کرو۔ غصہ ڈانٹ ڈپٹ اضطراب لوگوں کی ایذا رسانی اور عدالت کے وقت لعنت ملامت سے پرہیز کرو۔ حق کے مواقع پر ٹھیک فیصلہ سے اللہ کے نزدیک اجر اور ذکرِ خیر کے مستحق ہوگے حق کے معاملہ میں جس کی نیت خالص ہوئی اگر اس کے خلاف کوئی بات پیش آئی تو اللہ اس کی مدد کرتا ہے اور جو شخص کسی ایسی بات سے پنے کو مزیّن کرتا ہے جو اس کے اندر نہیں ہے، تو اللہ اس کو عیب دار کر دیتا ہے اللہ اپنے بندوں سے خلوص ہی کو قبول کرتا ہے۔ خلوص پر دنیوی اور آخروی زندگی میں اللہ کے پاس جو اجر ورحمت کے خزانے ہیں اس کے کیا کہنے؟

حضرت عمرؓ نے قاضی شریح سے فرمایا:

ان اقض بما استبان لك من قضاء جو بات رسول اللہؐ کے فیصلہ سے ظاہر ہو،

---

[1] اعلام الموقعین ج رسالہ عمر الی ابی موسیٰ ص ۹۹۔

© rasailojaraid.com

رسول الله صلی الله علیه وسلم فان لم تعلم کل اقضیة رسول الله فاقض بما استبان لك من ائمة المهتدین فان لم تعلم کل ما قضیت به ائمة المهتدین فاجتهد رایک واستشر اهل العلم والصلاح [2]

اس کے مطابق فیصلہ کرو اگر رسول اللہؐ کے تمام فیصلوں کا علم نہ ہو تو ائمہ مہتدین کے مطابق فیصلہ کرو اور اگر ان کے بھی تمام فیصلوں کا علم نہ ہو تو اپنی رائے سے اجتہاد کرو اور اہلِ علم وصلاح سے مشورہ کرو۔

ایک اور موقع پر قاضی شریح کو لکھا:-

اذا حضرك امر لا بد منه فانظر ما فی کتاب الله فاقض به فان لم یکن ففیما قضی به رسول الله صلی الله علیه وسلم فان لم یکن فانت بالخیار فان شئت ان تجتهد رأیك فاجتهد رأیك وان شئت ان تؤامرنی ولا اری مؤامرتك ایای الا خیراً والسلام [3]

جب کوئی ناگزیر معاملہ درپیش ہو تو کتاب اللہ میں دیکھو اور اس کے مطابق فیصلہ کرو، اگر اس میں نہ ملے تو رسول اللہؐ کے فیصلوں کو دیکھو، اگر اس میں بھی نہ ملے تو تمہیں اختیار ہے اگر چاہو تو اپنی رائے سے اجتہاد کرو اور اگر چاہو تو مجھ سے مشورہ کرو اور مشورہ کرنے میں خیر ہی خیر ہے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے خطوط وہدایات میں صحتِ فہم وحسنِ نیت پر کافی زور دیا ہے. گویا یہ دو بنیادی ستون ہیں جن پر عدلیہ کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔

علامہ ابن قیمؒ کہتے ہیں:-

صحة الفهم نور یقذفه الله فی قلب العبد یمیز به بین الصحیح والفاسد والحق والباطل والهدی والضلال والغی والرشاد [4]

صحتِ فہم ایک نور ہے جس کو اللہ تعالیٰ بندہ کے دل میں ڈالتا ہے اور جس کے ذریعے صحیح وفاسد حق وباطل ہدایت وضلالت اور رشد وگمراہی میں تمیز ہوتی ہے۔

حسنِ نیت کے سلسلہ میں یہ واقعہ عبرت وبصیرت کے لئے کافی ہے:

---

۲ اعلام الموقعین ج ۱ من الرای المحمود الذی تواطات علیه الائمة صـ ۹۷ - ۳ ایضاً۔

۴ اعلام الموقعین ج ۱ فصل النوع الرابع من الرای المحمود صـ ۱۰۱-

© rasailojaraid.com

"بنی اسرائیل کے ایک مشہور قاضی عادل نے وصیت کی کہ دفن کرنے کے ایک عرصہ کے بعد لاش قبر سے نکال کر دیکھی جائے کہ اس میں کچھ تغیر ہوا ہے یا نہیں کیونکہ میں نے کسی فیصلہ میں ظلم و زیادتی کی ہے اور نہ کسی کی حق تلفی کی ہے۔ سوائے اس کے کہ ایک مقدمہ میں میرا دوست فریق بن کر آیا تو اس کی بات سننے میں اپنے کان کو زیادہ متوجہ کیا ہے۔ حسب وصیت ایک عرصہ کے بعد جب لاش دیکھی گئی تو صرف کان کو مٹی نے کھا لیا تھا اور پورا جسم صحیح و سالم تھا۔" [5]

معلّموں، اماموں اور مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔

حضرت عمرؓ نے توسیعی پروگرام کے تحت معلموں، اماموں اور مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں حالانکہ اس سے پہلے ثبوت نہیں ملتا ہے

ان عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان	حضرت عمرؓ و عثمانؓ دونوں اماموں،
کانا یرزقان المؤذنین والائمة	مؤذنوں، معلّموں اور قاضیوں کو تنخواہیں
والمعلمین والقضاة [6]	دیتے تھے۔

قرآن کی تعلیم پر وظیفہ مقرر کیا

قرآنِ حکیم کی تعلیم پر لوگوں کے وظیفے مقرر کئے اور امرائے لشکر کو لکھ بھیجا کہ :-

ان ارفعوا الیّ کل من	جن کو قرآن یاد ہو ان کو میرے پاس بھیجو
حمل القرآن حتی الحقهم فی الشرف	تاکہ وظیفہ پانے والے معززین میں ان کو
من العطاء وارسلهم فی الآفاق یعلّمون	شامل کروں اور تعلیمِ قرآن کے لئے ان
الناس [7]	کو اطراف میں بھیجوں۔

جبری تعلیم کا حکم دیا

بدوؤں کے لئے جبری تعلیم کا حکم دیا چنانچہ ابوسفیان نامی ایک شخص کو متعیّن کیا کہ قبائل میں پھر کر لوگوں کو تعلیم پر مجبور کرے اور جس کو قرآنِ حکیم کا کوئی حصّہ یاد نہ ہو اس کو سزا دے۔

"اغانی" میں ہے :-

بعث عمر بن الخطاب رجلا من قریش	حضرت عمرؓ نے قریش کے ایک آدمی ابوسفیان
یقال له ابوسفیان یستقرئ اهل	نامی کو اہلِ بادیہ کی طرف روانہ کیا کہ وہ ان سے
البادیة فمن لم یقرأ شیئاً من	قرآن پڑھنے کا مطالبہ کرے جس نے قرآن
القرآن عاقبه [8]	بالکل نہ پڑھا ہو اس کو سزا دے۔

---

[5] حوالہ بالا ص ۱۰۴ [6] تاریخ عمرؓ للعلامہ ابن الجوزی الباب التاسع والثلاثون ص ۱۰۶ [7] کنز العمال ج فی فضائل القرآن۔ [8] کتاب الاغانی

© rasailojaraid.com

عورتوں کی تراویح کے لئے الگ قاری مقرر کیا۔ | حضرت عمرؓ نے توسیعی پروگرام کے تحت عورتوں کی تراویح کے لئے علیحدہ قاری مقرر کیا جس طرح مردوں کے لئے مقرر کیا تھا:۔

ھو اول من جمع الناس علی قیام رمضان وکتب بہ الی البلد ان وجعل بالمدینۃ قارئین قارئًا یصلی بالرجال وقارئًا یصلی بالنساء ۹	حضرت عمرؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے لوگوں کو قیامِ رمضان پر جمع کیا اور مختلف شہروں میں لکھ بھیجا مدینہ میں دو قاری مقرر کئے۔ ایک مردوں کو نماز پڑھاتا تھا اور دوسرا عورتوں کو پڑھاتا تھا۔

۹ تاریخ عمر بن الخطاب لابن الجوزی الباب الثلاثون ص۵۸ وطبقات ابن سعد ج۳ ذکر استخلاف عمر ص۲۸۱

تکفیر اور اُس کی حدود

(پروفیسر ضیاء احمد بدایونی)

یوں تو تمام فقہائے اسلام تکفیر اہل قبلہ کے خلاف ہیں۔ لیکن احناف کے یہاں اس امر میں زیادہ احتیاط ہے۔ اوپر آپ حضرت ابو حنیفہؒ کا قول پڑھ آئے ہیں کہ ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے۔ یوں بھی شرع شریف کا حکم ہے کہ شبہ کا فائدہ ملزم کو ملنا چاہیئے۔ ادرؤا الحدود بالشبہات۔ یہی وجہ ہے کہ وہ یزید جیسے ظالم اور بداعمال کو بھی کافر نہیں کہتے۔

عام طور پر مسلمان اور ممالک اسلام جن مشکلات سے آجکل دوچار ہیں، ان کا تقاضا ہے کہ ملت اسلامیہ افتراق کی جگہ اتفاق کو شعار بنائے۔ اور لوگ اپنے اپنے عقائد پر قائم رہتے ہوئے کم از کم مشترک امور میں اشتراک وتعاون کی راہ پر گامزن ہوں۔ مخالف جب اسلام پر اعتراض کرتا ہے۔ یا مسلمانوں کو گزند پہنچاتا ہے، تو وہ یہ نہیں دیکھتا کہ فلاں مسئلہ میں اہل سنت کا مسلک کیا ہے، اور دوسرے فرق اسلامیہ کا مسلک کیا ہے۔ یا فلاں شخص یا گروہ سنی ہے یا شیعہ، حنفی ہے یا اہل حدیث۔ ۔ ۔ ۔ (فاران۔ کراچی)